محمد ابوبکر غازی پوری

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا ایک عظیم فرزند

غزالی ورازی، ابن تیمیہ وابن قیم، ابن رشد وابن حزم، مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ اسحٰق، محمد قاسم نانوتوی ومحمود حسن دیوبندی، شاہ انور کشمیری وحسین احمد مدنی، اسلامی تاریخ کی یہ ایسی شخصیتیں ہیں کہ جب سامعہ سے یہ نام ٹکراتے ہیں تو پردۂ ذہن پر جو شخصیتیں ابھرتی ہیں، ان کی جلالت علمی اور عظمت شان سے قلوب پر ایک ہیبت طاری ہوتی ہے اور ان کا محض تصور ہی نگاہ کو خیرہ کردیتا ہے۔ علم کی دنیا ان ناموں سے زندہ اور تابندہ ہے اور یہ شخصیتیں اسلامی تاریخ کا قابل فخر سرمایہ ہیں۔

آج کے اس دور میں جب کہ علمی انحطاط روز افزوں ہے اور قابل احترام علمی شخصیتیں یکے بعد دیگرے اٹھتی چلی جارہی ہیں، علم کی چمک دمک ماند ہوتی جارہی ہے اور علم کی بزم سونی سونی سی دکھلائی پڑتی ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی وفات کا حادثہ علمی دنیا کے لئے ایک زبردست المیہ ہے۔ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت انہی چند گنے چنے لوگوں میں سی تھی، جن کے نام ہی سے دل ودماغ ان کی جلالت علمی اور عظمت شان کا وزن محسوس کرتے ہیں۔ آہ کہ آج یہ دنیائے علم وفضل کا گوہر نایاب بھی ہم سے رخصت ہوچکا اور دنیائے علم وادب ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت سے محروم ہوگئی جس کا بدل شاید آئندہ چشم فلک نہ دیکھ سکے۔

مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے ساختہ پرداختہ اور حضرت علامہ کشمیریؒ کے علوم کے اس وقت سب سے بڑے امین تھے۔ آپ کی وفات سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اور دارالعلوم دیوبند کو جہاں سخت دھچکا پہنچا ہے، وہیں انوری علوم کی دنیا ایک ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہوگئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ حضرت شاہ انور کشمیریؒ، جن کے تلامذہ آج بھی بڑی تعداد میں ہندوپاک میں موجود ہیں کی ایسی علمی وروحانی یادگار تھے، جنہیں دیکھ کر حضرت شاہ صاحب کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ ان کی ذات انوری علوم کو خاص طور پر اپنے اندر جذب کئے ہوئے تھی۔ بلامبالغہ حضرت کشمیریؒ کے موجودہ تلامذہ میں حضرت بنوریؒ

ہے، وہ بیک وقت مختلف میدانوں کے مرد ہوا کرتے تھے۔ اگر وہ ایک طرف درس وتدریس اور افادہ واستفادہ میں مشغول ہوتے تو دوسری طرف تالیف وتصنیف میں بھی ان کے قلم اپنی جولانی دکھلاتے‘ وعظ وخطابت اور دعوت و ارشاد کے ممبر بھی ان کی صدائے حق سے گونجتے۔ اگر وہ خانقاہ آباد کرتے تو دوسری طرف میدان حرب وضرب کے بھی وہ سپاہی ہوتے۔ ایک طرف عابدوزاہد مرتاض اور تہجد شب گذار ہوتے تو دوسری طرف میدان سیاست و قیادت کے بھی رجال کار ہوتے۔ غرض علمائے دیوبند شریعت وطریقت، دین وسیادت سب کے جامع تھے اور یہی وہ جامعیت تھی جس نے ان کو ابنائے زمانہ کی نگاہ میں بہت بلند مقام دیا اور ان کی عظمت وجلال کے سامنے سب کی گردنیں جھکیں‘ ان کی بے لوث دینی وعلمی، سیاسی اور سماجی خدمات کا دنیا نے اعتراف کیا‘ عالم اسلام سے اٹھنے والی دینی وعلمی، سیاسی اور ملی تحریکوں میں ان کا بالواسطہ یا بلاواسطہ حصہ ہوتا‘ اسی جامعیت سے اللہ نے مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نوازا تھا۔ مولانا زبردست عالم ومحقق، عظیم مصنف ومؤلف اور شیخ طریقت اور مربی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زبردست مجاہد اور سیاسی میدان کے بھی آدمی تھے‘ جو بھی دینی تحریک پاکستان کی سرزمین پر اٹھی، اس میں ان کا حصہ تھا اور جو بھی غیر دینی تحریک دشمنان اسلام نے اسلام کے نام پر چلائی‘ اس کی بیخ کنی کے لئے وہ ہمہ تن آمادہ اور تیار تھے۔ سیاسی میدان سے الگ تھلگ رہنے کے باوجود ان سیاسی امور کی مخالفت میں پیش پیش ہوتے اور زبردست حصہ لیتے، جس سے اسلامی کاز کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ صدر ایوب کے زمانے سے لے کر مسٹر بھٹو کے زمانہ تک شوروشون اور تھل پتھل کا زمانہ تھا‘ آپ نے ہر غیر دینی تحریک کے خلاف اپنی زبان وقلم کو کھلا اور بلند رکھا اور آپ نے بلاخوف اہل حکومت کو آگاہ کیا کہ غیر اسلامی مزاج نظام اور قانون کو پاکستان میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ آپ نے ارباب حکومت کو متنبہ کیا کہ اسلامی مسائل اور اسلامی قوانین کو اپنی سیاست کی جولانگاہ‘ وہ نہ بنائیں۔ عائلی قوانین میں تبدیلی کی تحریک ہو یا منکرین حدیث کی ریشہ دوانیاں، قادیانیت کا ناسور ہو یا اہل قرآن کے نام سے ابھرتا ہوا الحادی گروہ، ہر ایک کا آپ نے مقابلہ کیا اور دلائل کی قوت سے ان کی غلطیوں اور گمراہیوں کو ظاہر کیا۔

قادیانیت کے سلسلہ میں آپ نے جو زبردست کارنامہ انجام دیا ہے اور اس کو اسلام سے خارج جماعت قرار دینے میں جو آپ کا اہم حصہ رہا ہے‘ اس نے آپ کے مقام اور آپ کی شخصیت کو عالم اسلام میں بہت بلند اور محترم کر دیا۔ آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر تھے‘ اس پلیٹ فارم سے آپ نے قادیانیت پر سخت یلغار کی‘ تاآنکہ آج قادیانی گروہ ایک غیر مسلم رعایا کی شکل میں پاکستان میں ذلت وخواری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ آپ نے قادیانیت کے خلاف زبردست مہم چلائی‘ کتابیں لکھیں‘ مقالات لکھے۔ دنیا کے مختلف عربی وافریقی ممالک کا دورہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کو قادیانی ازم کی حقیقت سے آگاہ کیا اور آخرکار آپ کی یہ

جدوجہد کامیاب رہی جو انشاء اللہ! آپ کے دفترِ اعمال کا سب سے وقیع اور رفیع ذخیرہ ہوگا' اس ضعف و پیری میں آپ کا یہ عظیم مجاہدہ تھا' ایسا عظیم مجاہدہ جس کا اجر رب دوعالم ہی دے سکے گا۔

ادھر آپ پاکستان کی حکومت سے بہت نالاں تھے' ایوانِ حکومت کی ہر وہ گونج جو اسلامی اور قرآنی نظام کے خلاف ہوتی اور آپ کے کانوں پر پڑتی' وہ آپ کو تڑپا دیتی تھی۔ ''بینات'' کے صفحات میں آپ کی یہ تڑپ دیکھی جاسکتی ہے' لیکن جب سے پاکستان میں فوجی انقلاب آیا' آپ اس انقلاب سے بہت مسرور وخوش تھے' اور پاکستان میں اسلام کے لئے اس کو نیک فال سمجھتے تھے۔ اس انقلاب کے فوراً ہی بعد بینات میں طویل اور پرمسرت اور پرامید اداریہ لکھا، جس میں آپ کی خوشی کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ موجودہ عسکری حکومت کے سربراہ جنرل ضیاء الحق کے مداح تھے' ان کی دینداری اور سلجھے ہوئے اسلامی ذہن سے بہت کچھ امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے اور آپ کو یقین تھا کہ اب پاکستان صحیح معنوں میں ایک اسلامی اسٹیٹ کی صورت میں ابھرے گا۔ جنرل ضیاء الحق کو بھی آپ کی ذات پر بڑا بھروسہ تھا۔ اسلامی قوانین کے نفاذ پر غور کرنے کے لئے انہوں نے جو مجلس علماء پاکستان کی مقرر کی تھی، اس کا آپ کو انہوں نے رکن بنایا تھا اور اب وقت آ گیا تھا کہ مولانا کی سرپرستی میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا کام آگے بڑھے' مگر افسوس کہ کاتبِ تقدیر کا فیصلہ کچھ اور تھا' اور مولانا اپنے رب سے جاملے۔ دعا ہے کہ مولانا کی امنگوں کے مطابق پاکستان میں جلد اسلامی نظام قائم ہو، جس کے نام پر پاکستان کا وجود عمل میں آیا تھا۔

مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے اولین فارغین میں سے تھے' ایک عرصہ تک آپ نے فراغت کے بعد جامعہ میں تدریس کی بھی خدمت انجام دی اور آخر میں جامعہ کے شیخ الحدیث کے منصب پر بھی فائز ہوئے' لیکن حادثہ تقسیم کے بعد مولانا کا تعلق زیادہ باقی نہ رہ سکا اور آپ پاکستان تشریف لے گئے' جہاں آپ کے فیوض و برکات سے سرزمین پاکستان کو بڑا فائدہ پہنچا' لیکن اس نقل وطن کے باوجود جامعہ کے حالات سے آپ برابر آگاہ رہتے۔ یہاں کی ترقی سے خوش ہوتے اور یہاں کے کتب خانے کو آپ اپنی تصنیف کا ہدیہ بھیجتے رہتے' جس سے آپ کا اس جامعہ سے غایت تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

یہ چند سطریں حضرت مولانا کی وفات پر ادارہ بینات جو بینات کا خاص نمبر نکالا جارہا ہے' اس میں شرکت کے لئے تحریر کی گئی ہیں۔ بازارِ مصر میں اس کی قیمت تو کیا ہوگی، البتہ خریدارانِ یوسف میں میرا بھی نام لکھ دیا جائے گا۔